نسب نامہ محمد ﷺ

"قاضی محمد سلیمان منصور پوری کی کتاب رحمۃ للعالمین اور علامہ شبلی کی کتاب سیرۃ النبی کے حوالے سے تحقیقی وتقابلی مطالعہ"

حصہ اول

از: حافظ محمد یاسین بٹ

ایسوسی ایٹ پروفیسر اسلامک سٹڈیز

یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا راولپنڈی۔

اپنی علمی و مذہبی اور تحقیقی سرگرمیوں کے حوالے سے بہت درخشاں اور تابناک ہے۔انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے آغاز میں ریاضی، سائنس، جغرافیہ، طب، تاریخ، حیاتیات، فلسفہ، منطق اور دیگر جدید علوم وفنون جب ارتقائی منازل طے کر رہے تھے عین اُسی عہد میں علوم القران، علوم الحدیث، فقہ، اسلامی تاریخ، اسلامی معاشرت سیرت طیبہ کا مطالعہ والہانہ عقیدت جذبے سے ہو رہا تھا۔مسلم سکالرز اور محققین عیسائیوں اور مستشرقین کے اُن اعتراضات والزامات کے جوابات تحریر کرنے میں مستعد اور مصروف تھے اُن اعتراضات کے مدلل جوابات تحریری طور پر دیئے گئے جو کہ دشمن اسلام بانی اسلام کے بارے میں تحریر کرتے تھے تحریر اس وقت مسلمان سیرت نگاروں نے جذبہ حُب النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہو کر علمی اور تحقیقی اسلوب کو اپناتے ہوئے سیرت نگاری کی۔اس عہد میں نہ صرف مسلمان سیرت نگاروں نے رسول کریم علیہ السلام کی ذات مبارک کو اپنی تحریروں میں گلہائے عقیدت کا نذرانہ پیش کیا بلکہ غیر مسلم سیرت نگاروں نے بھی اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا حتی کہ غیر مسلم سیرت نگاروں کی

اُن تحریروں کے مطالعہ سے اُن
سیرت نگاروں کے مسلمان ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ یہ تمہیدی الفاظ تھے جو ابتداء کے طور پر لکھے گئے ہیں۔

اُس دور میں لکھی گئی اُردو زبان کی کُتب سیرت کی طویل فہرست میں چند معروف کتابوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱) اصح السیر	عبدالرؤف داناپوریؒ
۲) نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب	مولانا اشرف علی تھانویؒ
۳) الخطبات الاحمدیہ	سرسید احمد خانؒ
۴) رحمۃ للعالمین	قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوریؒ
۵) سیرۃ النبی ﷺ	علامہ شبلی نعمانیؒ

تحقیقی و تقابلی مطالعہ کے لئے محولہ بالا کُتب سیرت میں سے دو کتابوں کا انتخاب کیا گیا ہے۔ جن میں ایک قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ کی کتاب رحمۃ للعالمین ہے اور دوسری علامہ شبلی نعمانیؒ کی سیرۃ النبی ﷺ۔ دونوں کتابیں خاص اسلوب اور منفرد علمی و تحقیقی مقام کی حامل ہیں۔ رحمۃ للعالمین کی خاص خصوصیت یہ ہے کہ یہ کتاب اُمھات کتب کی ترجمان اور نمائندہ ہے جب کہ سیرۃ النبی ﷺ میں جدیدیت کا پہلو نمایاں ہے۔ اور اصول روایت کے پہلو بہ پہلو اصول درایت کے پہلو کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔

اولاً: کتاب رحمۃ للعالمین کے حوالے سے نسب نامہ محمد ﷺ کا تحقیقی مطالعہ تحریر کیا گیا ہے۔

ثانیاً: کتاب سیرۃ النبی ﷺ کا تحقیقی مطالعہ پیش کر کے دونوں کتابوں کا تقابل بھی کیا گیا ہے۔ بعد ازاں نتیجہ بحث لکھا گیا ہے۔ اور آخر میں مصادر و مراجع کی فہرست دی گئی ہے۔

نسب نامہ محمد ﷺ

قاضی محمد سلیمان نے نسب نامہ محمد ﷺ لکھتے ہوئے اپنی کتاب رحمۃ للعالمین میں حدیث اور سیرت کی حسب ذیل بنیادی کتابوں کے حوالے دیئے ہیں۔

نام مصنف	نام کتاب
۱۔ابن عبدالبر	کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب
۲۔امام بخاری	التاریخ الکبیر
۳۔ابن سعد	الطبقات
۴۔ابن اثیر	تاریخ الکامل
۵۔امام سہیلی	روض الانف
۶۔البغدادی	ابی الفوز محمد امین، سبائک الذہب فی معرفۃ قبائل
۷۔ابن ہشام	سیرت ابن ہشام
۸۔ابن جریر طبری	تاریخ الامم والملوک
۹۔امام بخاری	صحیح بخاری

راقم کی تحقیق کے مطابق محولہ بالا کتب میں نسب نامہ محمد ﷺ حسب ذیل ملا ہے۔

''محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصّی بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النفر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان'' مصنف کتاب رحمۃ للعالمین حسب ذیل الفاظ بھی لکھتے ہیں۔[1]

مصنف کتاب رحمۃ للعالمین ایک بحث معد بن عدنان سے اوپر محدثین نے جو لکھا ہے اس بحث کو بھی لاتے ہیں۔ مصنف لکھتے ہیں کہ محدثین اس حصہ کا اندراج اس تفصیل کے ساتھ اپنی کتابوں میں نہیں کرتے کیونکہ ان اصول کے مطابق جو صحیح روایات کے متعلق انہوں نے اختیار فرمائے ہیں، اس حصہ کا

روایت کرنا دشوار ہے۔

ابن الاثیر کی کتاب الکامل میں شجرہ نسب محمد ﷺ کے حوالے سے الفاظ میں معد بن عدنان سے اوپر نسب دان اختلاف بیان کرتے ہیں۔

مصنف کتاب رحمۃ للعالمین نے نسب نامہ کے بارے میں ایک بحث تورات کے حوالے سے بھی کی ہے۔نسب نامہ کا یہ حصہ سوم ہے جو اسمعیل علیہ السلام سے شروع ہوتا ہے اور ابوالبشر آدم علیہ السلام تک ختم ہوتا ہے۔ ہر ایک نام کے سامنے سِنین وعمر درج ہیں اور توراۃ سے اخذ واستفادہ ہیں۔راقم نے پُرانا عہد نامہ (پیدائش) سے صحیح حوالوں کے ساتھ لکھا ہے کتاب رحمۃ للعالمین کی بعض اغلاط کی نشان دہی کر کے ان اغلاط کو دُور کر دیا ہے۔

کتاب رحمۃ للعالمین جس کا تحقیقی مطالعہ نسب نامہ محمد ﷺ کے حوالے سے کیا گیا ہے ایک اہم خصوصیت یہ بھی ملتی ہے کہ مصنف نے چند انبیاء علیہم السلام کی عمروں کو پُرانا عہد نامہ کے حوالہ سے بھی لکھا ہے اور مفروضہ قائم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حضرت شیث نے حضرت نوح کو دیکھا ہے اور حضرت ابراھیم کی عمر حضرت نوح کی آنکھوں کے سامنے ۸۸ سال کی ہوگئی ہو اور حضرت نوح علیہ السلام کی زندگی میں حضرت اسماعیل کی عمر ۲ سال کی ہو۔حساب کرو کہ حضرت نوح طوفان کے بعد ساڑھے تین سو برس تک زندہ رہے۔(۹/۲۸ پیدائش اور طوفان سے ابراھیم کی پیدائش کا زمانہ ۲۶۲+۸۶=۳۴۸ برس کا ہے۔اور حضرت اسماعیل اپنے باپ کی ۸۶ سال کی عمر میں پیدا ہوئے تھے۔[۲]

مصنف نے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ جب میں نے کتاب تاریخ ابوالفداء دیکھی تو جو شک تھا وہ دور ہوگیا دوسری کتاب امام ابومحمد علی ابن احمد بن حزم الظاہری (متوفی ۴۵۶ھ) کی کتاب فصل کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔مصنف وثوق اور یقین کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حصہ سوم (بحث سوم) کے نام تو صحیح ہیں البتہ دیگر معلومات بعض جگہ مشکوک ہیں۔[۳] دوسری کتاب علامہ شبلی نعمانی کی سیرۃ النبی ﷺ ہے جس کا تحقیقی مطالعہ ہمارے پیش نظر ہے۔علامہ شبلی نعمانی کی نسب نامہ محمد ﷺ کی تحریر میں مندرجہ ذیل کتابوں کے حوالے موجود ہیں۔

مصادر

امام بخاری	صحیح بخاری
البخاری	التاریخ الکبیر
ابن الاثیر	الکامل فی التاریخ
طبری	تاریخ الامم والملوک
السہیلی	الروض الانف

علامہ شبلی نے عدنان بن ادّو کے اوپر نسب میں درج ذیل نام بھی لکھے ہیں۔

۱۔ابن المقوم بن ناحور بن تارح

۲۔ابن یعرب: بن یشجب بن ثابت بن اسماعیل بن ابراھیم بن آزر تورات میں (تارح بن ناحور) بن عور بن فلاح ابن عابر ۲۔

علامہ شبلیؒ تاریخی حوالوں اور شہادتوں سے ثابت کرتے ہیں۔ کہ عدنان سے حضرت اسماعیل تک ۴۰ پشتوں کا فاصلہ ہے۔راقم نے اُن حوالوں کو تلاش کر کے لکھ دیا ہے۔علامہ شبلی کی سیرۃ النبی میں ایک محققانہ بحث متشرق مارگولس کے معاندانہ اور مخالفانہ رویہ سے متعلق ہے۔ جو اس نے رسول اللہ ﷺ کے خاندان کے بارے میں اپنی تحریروں میں اختیار کیا تھا۔

علامہ شبلیؒ نے ایک مستشرق مارگولیتھ کے اُن اعتراضات کے جوابات مدلل انداز میں قرآن سے استدلال کرتے ہوئے پیش کیئے ہیں جو کہ آپ ﷺ کے خاندان پر کیئے گئے تھے علامہ شبلی نے یہ بھی نشان دہی کی ہے کہ مارگولیتھ نے یہ دلائل نولدیکی سے نقل کئے ہیں۔ یہ خاص اسلوب علامہ شبلی کی سیرۃ النبی کا ہے۔جس میں علامہ شبلی نے مستشرقین کی ۳۷ اُن کتابوں کی فہرست، مصنفین کے ناموں اور سن اشاعت کے ساتھ فراہم کی ہے اور ان کتابوں سے رسول کریمؐ کی ذات اقدس کے بارے میں معاندانہ اور مخالفانہ تحریروں کو تلاش کر کے علمی اور تحقیقی انداز میں جوابات دیئے ہیں۔ان یورپین تصنیفات کے

بارے میں علامہ شبلی نے لکھا ہے کہ یہ
تصنیفات ہمارے زیر مطالعہ رہی ہیں اور ہم اُن سے متمتع بھی ہو چکے ہیں۔

شجرہ نسب محمد ﷺ کتاب رحمۃ اللعالمین کے حوالے سے

بحث اوّل:

قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے کتاب رحمۃ اللعالمین جس محققانہ انداز میں لکھی ہے اگر رحمۃ اللعالمین کی جلد دوم پر نظر ڈالیں تو ایک اہم تحریر النسب (شجرہ طیبۃ) کے نام سے باب اوّل کے آغاز میں ملے گی۔ مصنف نے رسول اللہ ﷺ کے شجرہ نسب کو تین حصوں میں پیش کیا ہے۔

شجرہ نسب کی اس تحریر کے لکھتے ہوئے مصنف نے جن کتب کے حوالے دیے ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

مصادر

۱۔ابن عبدالبر:	کتاب الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب
۲۔امام بخاری:	التاریخ الکبیر
۳۔ابن سعد:	الطبقات الکبریٰ
۴۔ابن اثیر:	تاریخ الکامل
۵۔امام سہیلی:	روض الانف
۶۔البغدادی، ابی الفوز محمد امین	سبائک الذہب فی معرفۃ قبائل العرب
۷۔ابن ہشام:	(سیرۃ النبیؐ) سیرت ابن ہشام
۸۔ابن جریر، طبری:	تاریخ الامم والملوک
۹۔امام بخاری:	صحیح بخاری

نسب نامہ محمدؐ رسول اللہ

ﷺ حصہ اول (نبی کریم ﷺ سے عدنان تک)

''محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصّی بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان''[5]

مصنف رحمۃ اللعالمین نے مندرجہ ذیل الفاظ لکھے ہیں۔

هذا مالم يختلف فيه احدٌ من الناس[6]

اس شجرے نسب میں کسی ایک کا بھی اختلاف نہیں

راقم کو''الاستیعاب'' میں درج ذیل الفاظ ملے ہیں۔

''لم يختلف اهل العلم بالانساب والاخبار وسائر العلماء بالامصار''.[7]

شجرہ طیبہ کے نام محمد بن عبداللہ سے لے کر معد بن عدنان بن اُدو تک وہی رہیں جو الاستیعاب میں ملے ہیں اور امام بخاریؒ کی التاریخ الکبیر[8] میں بھی وہی ملے ہیں۔

ابن الاثیر کی کتاب ''الکامل فی التاریخ'' میں شجرہ نسب محمد ﷺ کے حوالے سے مندرجہ ذیل الفاظ ملے ہیں۔

''لا يختلف النسابون فيه الى معد بن عدنان ويختلفون فيمابعد ذلك اختلافا عظيماً. ويختلفون ايضاً في الاسماء اشدّ من اختلافهم في العدد''.[9]

ابن جریرؒ کی تاریخ الامم والملوک میں الفاظ درج ذیل ہیں۔

'' لا يختلف النسابون فيه الى معد بن عدنان''[10]

اہم نکات:

۱۔ محولہ بالا بحث اول نسب نامہ محمد رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے یہ بات صحیح روایات کی روشنی میں ثابت ہوتی ہے کہ نسب وان معد بن عدنان تک کوئی اختلاف نہیں کرتے۔

۲۔ دوسری اہم بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ مصنف نے بنیادی آخذ سے دلائل دیے ہیں۔ اور کوئی بھی ثانوی آخذ استعمال نہیں کیا گیا۔صحیح روایات کو ہی ملحوظ رکھا گیا ہے۔ جیسا کہ مصنف نے کتاب رحمۃ للعالمین کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ میں نے صحیح روایات کو ہی درج کیا ہے۔

نسب نامہ حصہ دوم میں مصنف رحمۃ اللعالمین معد بن عدنان سے اوپر محدثین نے جولکھا ہے اس بحث کولائے ہیں۔ مصنف کہتے ہیں کہ اس بحث میں جوتحریر ہم کریں گے محدثین اس حصہ کا اندراج اس تفصیل کے ساتھ اپنی کتابوں میں نہیں کرتے کیونکہ ان اصول کے مطابق جوصحیح روایات کے متعلق انہوں نے اختیار فرمائے ہیں اس حصہ کا روایت کرنا دشوار ہے۔

محدثین سلسلہ کے خاص خاص مشاہیر کے آٹھ نو نام لے کر اس طرح بیان کرتے ہین کہ نسب گرامی حضرت اسماعیل علیہ السلام تک منتہی ہو جاتا ہے۔ یہ طریق کے سلسلہ نسب میں خاص خاص مشاہیر کا نام لے کر اختصار سے کام لیا جائے جو بنی اسرائیل میں مروّج تھا۔[11]

بنی اسرائیل میں اپنے مشاہیر کے نام کو اختصار کے ساتھ لکھنے کا جو رواج تھا قاضی صاحب انجیل متی کے حوالے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نسب نامہ کا ذکر یہاں کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''یسوع مسیح ابن داؤد بن ابراہام کا نسب نامہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ متی نے مسیح اور داؤد کے درمیان ۲۶ پشتیں اور داؤد وابراہیم میں ۱۲ پشتیں دانستہ اختصار کے لیے چھوڑ دی ہیں''[12]

مصنف اعتراف کرتے ہیں کہ **کـذب النسابون ما فوق العدنان** کا قطعی صحت تک پہنچ جانا مجھ پر مخفی رہا اور اکثر علماء حدیث وتاریخ نے اس حصہ کو بیان کیا ہے لہذا یہی وجہ تھی کہ میں نے حصہ دوم کو شامل کتاب کرنے کی جرات کی۔[13]

مصنف نے کتاب متی کا حوالہ دیا ہے راقم ذیل میں نسب نامہ یسوع مسیح بن داؤد بن ابراہام تحریر کر رہا ہے جو کہ کتاب متی سے لیا گیا ہے۔

ابراہام سے اضحاق پیدا ہوا اور
اضحاق سے یعقوب اور یعقوب سے یہوداہ اور اس کے بھائی پیدا ہوئے۔ اور فارص سے حصرون اور حصرون سے رام پیدا ہوا اور رام سے عمینداب اور نحسون اور نحسون سے سلمون پیدا ہوا۔ اور سلمون سے بوعز راحب سے پیدا ہوا اور بوعز سے عوبید روت سے پیدا ہوا اور عوبید سے لیسی پیدا ہوا اور لیسی سے داؤد بادشاہ اور داؤد سے سلیمان [۱۴]

مصنف رحمۃ للعالمین نے معد بن عدنان سے اوپر نسب نامہ کے حوالے سے بھی بحث کی ہے۔ اس سلسلہ نسب کے چند مختصر اقتباسات ملاحظہ ہوں:

" لا یختلف الناسبون فیه الی معد بن عدنان، ویختلفون فیما بعد ذلک اختلافاً عظیماً ویختلفون ایضاً فی الاسماء أشدّ من اختلافهم فی العدد" [۱۵]

امام سہیلیؒ کی "روض الانف" میں اور درج ذیل الفاظ ملے ہیں:

" فالذی صح عن رسول الله انه انتسب الی عدنان لم یتجاوزه، بل قد روی من طریق ابن عباس، انه لما بلغ عدنان قال: کذب النسابون مرّتین اور ثلاثا" [۱۶]

وروی عن عمرّ عنه قال انما انتسب الی عدنان وما فوق ذلک لا ندری ماهو [۱۷]

البلاذری کی انساب الاشراف میں درج ذیل الفاظ ہیں۔

وحدثنی عباس بن هشام عن ابیه، عن جده عن ابی صالح عن ابن عباس قال کان رسول الله اذا بلغ فی النسب الی أدو قال کذب النسابون، کذب النسابون. [۱۸]

مصادر و مراجع

۱۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب فضائل الصحابہ، باب مبعث النبیؐ حدیث نمبر ۳۶۳۷، ص: ۳/ ۱۳۹۸، دار ابن کثیر، دمشق، بیروت (۱۹۸۷م۔۱۴۰۷ھ)

۲۔ منصور پوری، قاضی محمد سلیمان، رحمۃ للعالمین ص: ۲/ ۲۱

۳۔ منصور پوری، قاضی محمد سلیمان، رحمۃ للعالمین ص: ۲/ ۲۴

۴۔ منصور پوری، قاضی محمد سلیمان، رحمۃ للعالمین ص: ۲/ ۲۴

۵۔ البخاری: التاریخ الکبیر ص: ۱/ ۵، دائرہ المعارف العثمانی آلاصفیہ حیدر آباد، (۱۳۶۱ھ)

۶۔ منصور پوری: قاضی محمد سلیمان رحمۃ للعالمین ،ص: ۲/ ۲۱۔ غلام علی اینڈ سنز لاہور، سن اشاعت ت۔ن،

۷۔ البخاری: الجامع الصحیح کتاب الفضائل، باب مبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث نمبر: ۳۶۳۷، ص: ۳/ ۱۳۹۸، دمشق بیروت، ۱۴۰۷ھ۔۱۹۸۷م،

۸۔ منصور پوری، قاضی محمد سلیمان رحمۃ للعالمین ،ص: ۲/ ۲۱۔

۹۔ ابن عبدالبر۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب تحقیق علی محمد البجاوی ،ص: ۱/ ۲۵: ناشر مطبعۃ نھضہ، مصر،۔ت۔ن۔

۱۰۔ البخاری: التاریخ الکبیر ص: ۱/ ۵، دائرہ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد، الدکن، ۱۳۶۱ھ۔

۱۱۔ ابن الاثیر، الکامل فی التاریخ ،ص: ۲/ ۳۳۔ دار صادر بیروت، ۱۳۹۹، ۱۹۷۹م،۔

۱۲۔ طبری: تاریخ الامم والملوک ،ص: ۲/ ۱۷۱۔ دار القلم بیروت۔

۱۳۔ منصور پوری: قاضی محمد سلیمان، رحمۃ اللعالمین، ص: ۲/ ۲۲۔

۱۴۔ ایضاً

۱۵۔ ایضاً

۱۶۔ کتاب مقدس، متی، باب:۱، آیت:۱تا۱۶ص:۵، بائیبل سوسائٹی۔ لاہور۔

۱۷۔ ابن الاثیر۔ ''محمد بن عبدالکریم بن عبدالواحد الشیبانی'' الکامل فی التاریخ ص:۲/۳۳۳۔ دارصادر بیروت، ۱۳۹۹، ۱۹۷۹م،۔

۱۸. السهیلی: الروض الانف، فی شرح السیرة النبویة، ص: ۱/ ۱۱ . تحقیق ، عبد الرحمن الوکیل ، دار النضر للطباعه الدرب الاحمر بالقاهره. ۱۳۸۷هـ ۱۹۶۷م.